انسان کے معیار فضیلت و تکریم کے قرآنی قانون کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of the Qur'anic Law of Standard for Human's Virtue and Dignity

ڈاکٹرعبدالقدوس*
ڈاکٹر مراد شمشک **

Abstract

The purpose of society in Islam is also based on respect, dignity, justice, love and endurance of mankind and Islam has not laid down any such principle or rule from the very first day to teach good speech and character. That which is contrary to humanity without any distinction. Morality should be a criterion, by which a person can be known, what is his status? Because man is created from two things, one is the external dimension, which we see as these organs. The other is the internal dimension, which is apparently invisible and this is the soul. In both of them there is both good and evil. Unless all the limbs are beautiful they are not called beautiful, in the same way unless all the habits are good they are not called good morals.

Islam is the principal religion of humanity and the greatness of humanity. Islam teaches peace, security and love, not hatred and murder, because Allah Almighty has granted the honor to a human being in among all creatures. All human beings are equal as human beings as all human beings are made of dust. Therefore, to consider the division of all humanity on earth on religious, national, regional and linguistic grounds as a criterion of superiority is a threat to humanity itself because these are the stimuluses' and causes that why human beings themselves suffer from humiliation, disgrace and contempt at the hands of other human beings. In this paper all the relevant has been described in detail.

*

*پوسٹ ڈاکٹریٹ ریسرچ فیلو،نجم الدین اربکان یونیورسٹی قونیا،ترکی۔
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، نجم الدین اربکان یونیورسٹی قونیا،ترکی۔

Keywords: Human beings, Standard, Superiority, Virtue, Dignity, Qur'an

تعارف

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اس کا تصور معاشرت بھی بنیادی طورپر بنی نوع انسان کے احترام ،عزت و وقار ، عدل و انصاف اور محبت و مودت پر قائم ہے اوراسلام نے حسن گفتار و کردار کی تعلیم دینے کے لئے روز اول ہی سے کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روانہیں رکھا جو بلا تخصیص شر ف انسانیت کے منافی ہو ۔اخلا ق حسنہ ہی ایک ایسا معیا رہے کہ جس سے کسی شخص کے بارے میں معلو م ہو سکتاہے کہ وہ کس درجے کا ہے ؟ کیونکہ انسان کی خلقیت دو چیزو ں سے کی گئی ہے ایک ظاہر ی جہت ،جسے ہم دیکھتے ہیں یہ اعضا ء ہیں،دوسراباطنی جہت ،جو بظاہر نظر نہیں آتی اوریہ روح ہے ۔ ان دونوں میں اچھائی اور برائی دونوں چیز یں پائی جاتی ہیں ۔ جب تک تمام اعضاء خوبصورت نہ ہو ں وہ خوبصورت نہیں کہاجاتا،اسی طر ح جب تک تمام عادات اچھی نہ ہوں ،خوش اخلا ق نہیں کہلایا جا تاہے

قرآن کریم نے نہ صرف ایک انسان کے ظاہری شکل و صورت اوراعتدال خلقیت کی صفت جتلائی ہے بلکہ باطنی جہت [روح]کی شائستگی اور پاکیزگی کومن جانب اللہ نعمت عظمی اور سعادت کبری قراردیاہے یہی وجہ ہے کہ خو ش اخلا قی اور اچھی عادات میں لوگوں سے خوش گفتاری ،نرم خوئی اور شیریں کلامی کو ادنی ترین فریضہ انسانیت قرار دیا ہے کیونکہ یہ کا م نہایت سہل اور

عمدہ اخلاق کی بنیا دہے لہذا نرم کلامی اور حسن گفتار ی کا دامن ہر صورت چھوٹنے نہ پائے ۔

قرآن کریم کا یہ حکم تمام انسانوں سے برتنے کے متعلق ہے اور یہ رویہ اور برتاو صر ف اپنے عزیز واقارب یا کسی مخصو ص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام لوگوں کو شامل ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد ،فاسق ہو یا صالح مگر اتنا خیا ل ضرورر ہے کہ اس خوش خلقی و خو ش گفتاری اور خندہ روئی سے کہیں مخاطب کی بدعت یا بے دینی کی تائید پیدا نہ ہوجائے ۔

مذہب اسلام، انسان دوستی اور عظمتِ انسانیت کا علمبردار ہے، اسلام نفرت اور قتل و غارت نہیں امن، سلامتی اور محبت کا درس دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو شرف معراج بخشا ہے اور تمام انسان مٹی سے بنے ہیں اسی وجہ سے تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں لہذا روئے زمین پر تمام انسانیت کی مذہبی ، قومی ، علا قائی اور لسانی بنیا دوں پر تقسیم کو فوقیت و برتری کا معیا ر قرار دینا خو د انسانیت کے لئے خطرہ ہے اس لئے کہ یہی وہ محرکا ت اور وجوہات ہیں جن کی بنا ء پر خود انسان دوسرے انسان کے ہا تھ ذلت و رسوائی اور حقارت و تو ہین آمیز رویہ کا شکا ر ہو جا تا ہے ۔

لفظ انسان کی تحقیق ومفہوم

لفظ " انسان " جو کہ عر بی زبان " انس " سے اردو زبان میں مستعمل ہے ۔ " انس " کا لفظ قــرآن کــریم میں کئی جگہوں پر مــذکور ہیں ،ذیــل میں چنــد آیــا ت ملا حظہ ہو ں۔ ارشا د باری تعالی ہے :

١۔ ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَـا مَعْشَــرَ الْجِنِّ قَـدِ اسْـتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَـا اسْـتَمْتَعَ بَعْضُـنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَـا أَجَلَنَـا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَـا شَـاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ﴾[1]

ترجمہ : اور جس روز اللہ تعالٰی تمام خلائـق کـو جمـع کرے گا (کہے گا) اے جماعت جنات کی! تم نے انســانوں میں سے بہت سے اپنا لئے (١) جو انســان ان کے ســاتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگــار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائــدہ حاصــل کیــا تھــا (٢) اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جــو تــو نے جــو ہمارے لئے معین فرمائی اللہ فرمائے گا کہ تم سب کــا ٹھکــانہ دوزخ ہے جس میں ہمیشــہ رہو گے ہاں اگــر اللہ ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ (٣) بیشـک آپ کا رب بڑی حکمت والا بڑا علم والا ہے۔

٢۔ ﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾[2]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے

اس ک مثل لانا ناممکن گو و (آپس میں) ایک دوسر ک مددگار بھی بن جائیں

٣ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [3]

ترجم:میں ن جنات اور انسانوں کو محض اس لئ پیدا کیا ک و صرف میری عبادت کریں

۴ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ [4]

ترجم: اس دن کسی انسان اور کسی جن س اس ک گناوں کی پرسش ن کی جائ گی

۵ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ [5]

ترجم: واں (شرمیلی) نیچی نگا والی حوریں یں (١) جنیں ان س پل کسی جن و انس ن اتھ نیں لگایا

اس ک علا و قرآن کریم میں انسان ک لئ[بشر]کا لفظ بھی استعمال و ا ،چنانچ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی

فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا [6]

ترجم: اور ان لوگوں کی طرف س پرد کر لیا (١) پھر م ن اس ک پاس اپنی روح (جبرائیل علی السلام) کو بھیجا پس و اس ک سامن پورا آدمی بن کر ظار وا

مذکور تمام آیا ت مبارک کی روشنی میں ی ثابت و تا ک قرآن کریم میں انسان ک لئ [انس اور انسان] ک الفا ظ استعما ل و ئ یں جس ک لئ اردو

زبان میں بھی انسان ہی کا لفظ استعمال ہو تا ہے اورکئی جگہوں پر [بشر] کے الفا ظ بھی مستعمل ہیں جس کا اردو اور فارسی میں ترجمہ [آدمی] کا کیا جا تا ہے ۔[7]

انگریزی لغت میں انسا ن کے لئے [Humanity] [8]کا الفظ استعمال ہو تا ہے ،جس کے معنی وہ خصوصیا ت جو ایک انسان میں ہو سکتے ہیں ۔ باالفا ظ دیگر انسان کا مجموعی کردار یا انسانیت کا تصور مراد لیا جا تاہے۔

قرآن کریم کا پیغام وحدت و معیا ر انسانی

اسلامی معاشرہ انسان کی اخلاقی اور روحانی تربیت بھی کرتا ہے اور افراد کو محبت و شفقت ،اتحاد وتعاون ،اخوت ،خدمت خلق ،فرمانبرداری ،ایثار اور قربانی جیسی صفاتوں کو اپنانے اور حسد ،نفرت،خود غرضی ، تعصب وغیرہ جیسی برائیوں سے بچنے کی تلقین کرتا ہے ۔ یہ ایک مسلمہ حقیقیت ہے کہ اسلام ایک عالمگیر دین اور مکمل و جامع ضابطہ حیات ہے۔ اس کی عالمگریت بھی قرآن سے ثا بت ہے اور جامعیت بھی۔قرآن کریم اسلام کی عالمگیریت ثابت کرتا ہے تو ادیان عالم پر اس کے غالب ہونے کی صورت میں،ارشاد باری تعالی ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾[9]

ترجمہ: اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے (۱) اگرچہ مشرک برا مانیں۔

گزشتہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دینِ محمدی ﷺ باقی تمام ادیان پر عالی اور غالب ہوگا خواہ وہ غلبہ دلیل، حجت اور برہان کے ذریعے ہو یا سلطنت و ریاست کے ذریعے سے اور جب اسلام کی جامعیت ثابت کرتا ہے تو اِکمال دین کے تذکرے سے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾[10]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی (کل) نعمت پوری کردی اور میں نے تمہارے لئے مذہب اسلام کو پسند کیا۔

علامہ زحیلی ؒ اِکمال کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

(والمراد بالا کمال: اتمامه فی نفسه وفی ظهوره اما اتمامه فی نفسه فباشتماله علی الفرائض والحلال والحرام والتضیص علی اصول العقائد...الخ، واما اتمامه فی ظهوره فباعلا وکلمته وتفوقه علی کل الادیان و تفوقه مع المصالح العامة)[11]

ترجمہ:اکمال سے مراد فی نفسہ اور فی ظہورہ اتمام ہے۔فی نفسہ اتمام اس کا فرائض،حلال،حرام اور عقائد کے اصول کے صراحت پر مشتمل ہونا ہے اور فی ظہورہ اتمام اس کے کلمے کی بلندی باقی

ادیان پر غلبہ اور عام مصلحتوں کے ساتھ موافقت ہے۔

مذکورہ دونوں آیتیں صراحت کے ساتھ اسلام کی عالمگیریت اور جامعیت پر دلالت کرتی ہیں ،کیونکہ جو دین ادیانِ عالم پر غالب ہوگا وہ عالمگیر ہوگا اور جو دین کامل و مکمل ہوگا،وہ جامع ہوگااور وہ یہی دین اسلا م ہے ۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لئے قرآن کریم کو اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر اتارا۔ جس میں اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے اپنے احکام اتارے ہیں۔ وہ اپنے بندوں سے بے حد پیار کرتا ہے اور ان پر رحم وکرم فرماتا ہے لٰذا اس کے احکام بھی اسی نوعیت کے ہیں۔ ایک انسان دوسرے انسان کو تکلیف پہنچاکر خوش ہوتا ہے، ایک دوسرے کا حق مارکر وہ مسرت کا احساس کرتے ہیں مگر اللہ کو یہ باتیں پسند نہیں کیونکہ اس کی نظر میں اس کی تمام مخلوق برابر ہے اور کسی ایک کی تکلیف اس کے لئے بھی تکلیف کا باعث بنتی ہے اس کی نظر میں ساری مخلوقات برابر ہیں مگر عالم انسانیت نے اس معیا ر کو پس پشت ڈال کر ایک دوسر ے کوزیر کرنے اور ایک دوسرے پر فوقیت جتلانے کے مختلف دلائل اور تا ویلیں پیش کیں ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نسلی و قومی امتیاز کے تصورات دنیا کی ہر قوم میں پائے جاتے ہیں ہر کوئی اپنی قوم، اپنے رنگ، اپنی نسل اور اپنے نظریے کو دوسروں سے برتر سمجھتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ برتری صرف اس کے ہاں پائی جاتی ہے اور باقی سب کمتر ہیں۔یہ غرور اور تکبر نفرتوں ، مکاریوں ، دشمنیوں اور جنگوں کی شکل اختیار کرتا ہے جس کے نتیجے میں عالمی امن تباہ ہوتا

ہے،مگر قرآن کریم نے تمام انسانیت کو متحد اور ایک ہونے کی دعوت دی ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے ۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾ [12]

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالی ہے ۔

﴿وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا﴾[13]

ترجمہ: اور تمام لوگ ایک ہی امت کے تھے پھر انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا۔

﴿إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾[14]

ترجمہ:اے لوگو! یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے، اور میں تمہارا پالنہار ہوں،تو میری ہی عبادت کرو۔

د وسری جگہ سورہ مومنون میں بھی ایک لفظ کے فرق کے ساتھ یہی حکم دہرایا گیا ہے۔

﴿وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ﴾[15]

ترجمہ: بیشک یہ تمہاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں، تو مجھ سے ڈرو۔

قرآن کریم میں ایک اور جگہ پر ایک امت ہونے اور آپس کے اختلا ف کو ذرا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾[16]

ترجمہ: در اصل لوگ ایک ہی گروہ تھے (۱) اللہ تعالٰی نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے۔ صرف ان ہی لوگوں نے جو اسے دیئے گئے تھے، اپنے پاس دلائل آچکنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا (۲) اس لئے اللہ پاک نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے رہبری کی (۳) اور اللہ تعالٰی جس کو چاہے سیدھی راہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔

انبیاءسابقین کسی ایک خطہ، ملک ، قبیلہ یا قوم میں مبعوث کئے جاتے تھے مگر نبی اکرمﷺ تمام انسانوں کے لئے رسول بن کر تشریف لائے لہٰذا اللہ تعالی ٰ نے قرآن میں آپ کو حکم دیا: ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾[17]

ترجمہ : ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے۔

نبی کریم ﷺ ساری کائنات کے لئے نبی بن کر آئے اور آپ کے لائے ہوئے احکام سب کے لئے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے۔ قرآن انسانی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جس میں مختلف مذاہب، الگ الگ

رنگ ونسل اور طبقے کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور محبت سے رہ سکیں۔

معیار فضیلت و تکریم انسانی قرآن کریم کا قانون

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے لہذا دین اسلام اپنے ماننے والوں کو علاقے اور زبان کی بنیاد پر تقسیم ہونے سے بچاتا ہے اور انہیں ایک ہی لڑی میں پرو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننے کی تلقین کرتا ہے۔ دین اسلام ہمیں ایک قوم پرست گروہ بننے کی بجائے ایک امت بننے کا حکم دیتا ہے جو خالصتاً اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر اٹھے اور دنیا میں حق و صداقت کا پرچار کرے۔ دین اسلام کی تمام تعلیمات ہمیں ہر قسم کے امتیاز سے بچ کر خالصتاً اللہ کا ہوجانے کی دعوت دیتی ہیں۔ اس وقت ہمارے معاشرے کی یہ ضرورت ہے کہ نسلی اور قومی امتیازات کے خلاف دین اسلام کی ان تمام تعلیمات کو عام کیا جائے اور معاشرتی نظام کو عدل اور مساوات کے اسلامی اصولوں کے تحت استوار کیا جائے۔

اسلامی ریاست میں رہنے والے ہر غیر مسلم کو پوری طرح تمام انسانی حقوق فراہم کرنا اسلامی حکومت اور مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم نے کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ کسی غیرمسلم کے ساتھ برا سلوک روا رکھے یا اس کے ساتھ نا انصافی کرے۔ یعنی قرآن نے مذہبی عصبیت کی بنیاد ہی کھود ڈالی۔ کیونکہ کوئی بھی انسان کسی مذہب کا حامل

ہوسکتا ہے مگر اسی کے ساتھ وہ انسان بھی ہے اور اس کا حق ہے کہ اس کے ساتھ انصاف کیا جائے۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنا اور ان کے حقوق انہیں پہنچانا ، یہ مسلمانوں پر لازم ہے اور جو اس سے روگردانی کرتا ہے ، اللہ اس سے باخبر ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[18]

ترجمہ:اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ اور سچائی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ یہ (عدل) تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ۔ بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

جس طرح سے مذہب کی بنیاد پر کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی نہیں کی جا سکتی،اسی طرح اسلام اس بات کی بھی اجازت دیتا ہے کہ غیرمسلم اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ انھیں اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ اگر وہ اسلام قبول کرتے ہیں تو یہ رضاکارانہ طور پر ہونا چاہئے نہ کہ اجباری طور پرے قرآن میں اس سے متعلق بھی فرمایا :

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ[19]

ترجمہ: مذہب کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں

۔۔۔
دوسرے مقام پر فرمایا :

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾[20]

ترجمہ: تمہارے لئے تمہارا دھرم ہے اور ہمارے لئے ہمارا دین۔

اسی طرح قرآنی مذہب کی نظر میں علاقـائیت کے نـام پـر کسـی تفـرقہ پـردازی کی اجـازت نہیں اور نہ ہی اس کی بنیاد پر کسی کے ساتھ کوئی ساز بـا ز کیـا جاسـکتا ہے۔عـرب میں یہ فخروغرورعـــام بـــات تھی کہ اہل عـــرب بـــاقی دنیاکواپنےسےکمترسمجھتےتھےاورحقارت کی نظرسـےدیکھتے تھے حالانکہ اسـلام کی نظـر میں یہ کـوئی برتـری کی بـات نہیں ۔ سیاہ فام لو گ ، جوکہ غلام کے طـور پـر عـرب لائے جـاتے تھے اور ان کے ساتھ بھی جو رویہ رکھا جاتا تھـا وہ انسـانیت سـوز تھا تو ایسے حا لا ت میں قرآن کریم نے دنیا ئے انسانیت کــو یہ پیغا م دیا ،ارشاد باری تعالی ہے ۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾[21]

ترجمہ: یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔

مـذکورہ آیت کـریمہ میں اللہ تعـالی نے واضـح الفـاظ میں بتا دیا اور تلقین کی گئی کہ تمام انسان بحیثیت انسـان برابـر ہیں اور تمـام لوگـو ں کی جـان و مـا ل اور عـزت و آبروسب برابر اور مکـرم و محـترم ہیں۔ قـرآن کـریم کی یہ آیت وحـدت انسـانی کی بہترین مثـال ہے۔ دنیـا میں بسـنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہے اور یہ لـوگ خـواہ خـود کـو ایک دوسرے سے برتر ظاہر کرتے ہوں مگر خود ان کے خــالق

کا فرمان ہے کہ انسان ہونے کی حیثیت سے وہ برابر ہیں اور ان میں سے نہ کوئی بڑا ہے اور نہ مرتبے کے لحاظ سے چھوٹا۔ اگر کسی کو برتری حاصل ہے تو صرف تقویٰ اور خوف خداوندی کی بنیاد پر۔اللہ تعالی کا فرمان ہے ۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [22]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں نر اور مادہ میں پیدا کیا ہے اور خاندان وقبیلے بنائے ہیں۔ صرف اس لئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے ، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

نیز حجة الوداع کے موقع پر رسول اکرمﷺ نے جو خطبہ دیا تھا اس میں بھی آپ نے مسلمانوں کے ایک بڑے مجمع کے سامنے اس بات کا اعلان کیا :

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى[23]

ترجمہ: اے لوگو"بےشک تمہارا رب ایک ہے،اور تمہارا باپ بھی ایک ہے ، بےشک عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں ،اور گورے کو کالےپر اور کالے کوگورے پرکوئی فوقیت نہیں، سوائے تقوی کے۔"

اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے اپنے احکام میں یہ بات واضح کردی ہے کہ حاکم ومحکوم، عربی و عجمی، سیاہ و

سفید، کمزور و طاقت ور، مومن و کافرانسان ہونے کی حیثیت سے یکساں ہیں۔ وہ قانون کی نظر میں بھی برابر ہیں لہٰذا کسی کے ساتھ مذہب، ذات، رنگ و نسل یا علاقہ کی بنیاد پر کوئی فوقیت یا قیمت کا حقدار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔اسی تعلیم کا اثر تھا کہ امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی سیاہ فام بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو سیدی کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے۔ وہ بلال جن کے حقوق سے مکہ نے غلام ہونے کے سبب انکار کیا۔جو ایک کمزور مسلمان ہونے کی وجہ سے اذیتیں برداشت کرنے پر مجبور ہوئے۔وہی بلال ایک قرآن تعلیم کے سبب تاریخ اسلام کی محترم ترین ہستی بن گئے۔

قرآن و حدیث کی ان تصریحات سے تو یہ تواضح ہوجاتا ہے کہ اسلام کسی ذات پات، رنگ، نسل اور قومیت کو فضیلت کی بنیادنہیں مانتا بلکہ صرف اور صرف تقوی اور کی حو صلہ شکنی فرما تا ہے ۔ ظاہر ہے کہ کوئی اپنی نیکیوں کی بنیاد پر دوسروں کو حقیر پرہیز گاری کو ہی فضیلت کا معیار قراردیتا ہے اور نسلی امتیاز تو سمجھ نہیں سکتا اور نہ ہی اسے کمتر قرار دے سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام میں رنگ ونسل اور زبان کے فرق کا مقصد و فلسفہ کو بڑے واضح انداز میں بیا ن کیا گیا ہے ۔ ،چنانچہ قرآ ن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِـنَتِكُمْ وَأَلْـوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴾[24]

ترجمہ: اس (کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے (۱) دانش مندوں کیلئے اس میں یقیناً بڑی نشانیاں ہیں۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں یہ ثابت ہو تا ہے کہ رنگ اور نسل ولسان میں فرق کو اللہ کی نشانی قرا ر دیا گیا ہے نہ کہ فوقیت و برتری کا معیا ر ۔نیز اس کے سا تھ ساتھ مختلف پیشوں کے بارے میں جو غلط تصور پا یا جا تا ہے کہ عام طور پر محنت کشوں اور ہاتھ سے کام کرنے والے پیشوں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ دیہی معاشرے میں جاگیر دار اور زمیندار اپنے ملازمین کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ غلاموں کا سا سلوک کرتے ہیں۔حالانکہ اس کے برعکس اگر دین اسلام کی تعلیمات کا جائزہ لیا جا ئے تو ہمیں اس کے بالکل متضاد صورتحال نظر آتی ہے۔ اسی طرح جدید شہری معاشروں میں بعض سماجی و معاشی تبدیلیوں کے نتیجے میں ذات پات کا نظام زوال پذیر ہے تاہم بہت سے لوگ اب بھی اپنی ذات اور برادری سے باہر شادی کرنا پسند نہیں کرتے جس کی بنیادی وجہ یہی تصورات ہیں لیکن دوسری طرف اگر نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کا یہ طرز عمل تمام مسلمانوں کے امام اور اپنے نبی ، حضرت محمدصلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، ارشادات اور عمل کے خلاف ہے۔اور جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے معمولی سی واقفیت بھی رکھتا

ہے ، وہ یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ آپ نے اپنی چار میں سے تین صاحبزادیوں کا نکاح غیر سید حضرات میں کیا۔ آپ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے ہوا جو بنو امیہ کے چشم و چراغ تھے۔ اسی طرح سیدہ رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا گیا جو آپ کے خاندان سے باہر بنو امیہ ہی سے تعلق رکھتے تھے۔[25] ان مقدس ہستیوں کے طرز عمل سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں عزت اور احترام کے لئے معیا ر یہ مقرر نہیں کیا گیا کہ وہ کونسے پیشے اور شعبے سے وابستہ کونسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے بلکہ اسلام میں عزت اور احترام کا معیار "تقوی "کو قرا ر دیاگیا،ارشاد باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[26]

ترجمہ: اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد و عورت سے پیدا کیا اور تمہیں گروہ اور قبائل بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو بے شک اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

اس ضمن میں اسلام میں کسی بھی اِنسان اور کسی بھی مذہب کے پیروکار کو ناحق قتل کرنا، اُس کا مال لوٹنا، اس کی عزت پر حملہ کرنا یا اس کی تذلیل کرنا نہ صرف حرام ہے بلکہ اس کے مرتکب شخص کو الم ناک سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں

کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کو قتل کرے، قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًاۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾[27]

ترجمہ: جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

گزشتہ آیت کریمہ میں نَفْسًا کا لفظ عام ہے، لٰذا اس کا اطلاق بھی عموم پر ہوگا. یعنی کسی ایک انسانی جان کا قتلِ ناحق – خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، قطعاً حرام ہے اور اس کا گناہ اتنا ہی ہے جیسے پوری انسانیت کو قتل کرنے کا ہے، لٰذا مسلم ریاست میں آباد غیر مسلم شہریوں کا قتل بھی اسی زمرے میں آئے گا. اس کی تصریح ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا قَتَلَ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ قُتِلَ بِهِ[28]

ترجمہ: اگر کسی مسلمان نے عیسائی کو قتل کیا تو وہ مسلمان قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

نیز نبی کریم ﷺ نے غیرمسلموں کو دیت (Monetary Compensation) میں مساوی حقوق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

دِيةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ[29]

ترجمہ: یہودی، عیسائی اور ہر غیر مسلم شہری کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں. اُن حقوق میں سے پہلا حق جو اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے کی طرف سے انہیں حاصل ہے وہ حقِ حفاظت ہے، جو انہیں ہر قسم کے خارجی اور داخلی ظلم و زیادتی کے خلاف میسر ہوگا تاکہ وہ مکمل طور پر امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ نبی کریم ﷺ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری نسل انسانی کو عزت، جان اور مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِی شَهْرِكُمْ هَذَا، فِی بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَی يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ[30]

ترجمہ: بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے. یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دین اسلام کسی نسلی مذہب کا نام نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہدایت ہے جو آفاقی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی شخص اگر اپنے رب کی طرف خلوص نیت سے مائل ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے کھلی

دعوت دی ہے کہ وہ اس دین کا انتخاب کرلیں۔ قرآن مجید کی دعوت کو قبول کرکے کوئی بھی شخص ہر مسلمان کے برابر درجہ پاسکتا ہے اور اس میں کسی ذات پات یا رنگ و نسل کی قید نہیں۔اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے طرز عمل سے اللہ کی حجت تمام کریں اور انہیں اس کے دین کا پیغام پہنچائیں۔ دعوت دین کے لئے محبت، شفقت، نرمی اور عدل و احسان مطلوب ہے جس کا معاشرے میں فقدان پایا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑا لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں امتیاز کی جو سب سے شدید اور نازک قسم پائی جاتی ہے، وہ مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ مذہب کے فرق کی بنا پر دوسرے مذہب کے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا پسند نہیں کرتے اور انہیں حقیر سمجھتے ہیں۔ یہ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اسی قسم کے طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بعینہ یہی صورتحال فرقوں اور مسالک میں بھی پیدا ہو چکی ہے۔اور بعض تو اس معاملے میں قرآن کریم کی چند آیتوں کو ان کے سیاق و سباق سے کاٹ کر ان سے استدلال کرکے غیر مسلموں سے بدسلوکی کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں واضح طور پر ان غیرمسلموں ، جنہوں نے کبھی مسلمانوں سے جنگ نہیں کی اور نہ ہی ان کے خلاف معاندانہ رویہ رکھا ہو، کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے:

لا يَنْهَاكُمْ اللَّهُ عَنْ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ[31]

ترجمہ:جن لوگوں نے تمہارے ساتھ دین کے معاملے میں کوئی لڑائی نہیں کی اور نہ ہی تمہیں جلاوطن کیا ، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور منصفانہ رویہ اختیار کرنے سے اللہ تمہیں منع نہیں کرتا بلکہ اللہ تو انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہو تا ہے کہ جو لو گ اسلام اور مسلمانوں کے خلا ف بر سر پیکار نہ ہو ں اور نہ ہی لڑنے والوں کا ساتھ دیا ہوتو ایسے لوگوں سے انصاف اور عد ل کا معاملہ کرناچا ہئے ۔ جس کی بہت ساری مثالیں اسلامی تاریخ اور سیرت کی کتب میں موجو د ہیں ۔اس ضمن میں خیبر کی فتح کے بعد مسلمانوں کا یہودیوں سے معاہدہ کی مثال ہمار ے سامنے ہے۔کہ جب خیبر کی فتح کے بعد مسلمانوں کا یہودیوں سے معاہدہ ہوا کہ وہ زمینوں میں کاشت کاری کریں گے اور پیداوار کا نصف حکومت اسلامیہ کو بطور خراج دیں گے۔ مسلمانوں کی حکومت کے جو اہل کار ان سے فصل کا حصہ وصول کرنے جاتے، وہ کل پیداوار کے دو برابر حصے کرتے اور ان یہودیوں کو کہتے کہ ان میں سے جو چاہو لے لو۔ کئی یہودی بزرگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اسی انصاف پر زمین و آسمان قائم ہیں۔[32]

خلا صہ البحث

دین اسلام ایک مکمل نظـامِ حیـات ہے۔ یہ اللہ تعـالیٰ کی طرف سے انسانوں کی راہنمائی کے لـیےآخری پیغـام الٰی ہے،چونکہ انسانی سرشت میں خیر وشر دونوں کا مادہ رکھا گیاہے اس لئے اگر خـیر کی خـوبی اس میں پـروان چـڑھے تـو انسان بلندیوں پرپہنچ جاتـا ہے اور اگـر شـر کی خصـلت اس میں غالب ہو جائے، تو پورے معاشرے کـو تبـاہ و بربـاد کردیتـا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے لوگو ں کی اصلاح کے لئے انبیـا ء و رسـل علیھم السـلام کـا سلسـلہ شـروع کیـا اور ان انبیاء ورسل کی بعثت کا بنیادی مقصـد بنـدوں کی اصـلاح‘ ان کیلئے دین ودنیا اور آخرت کی مصالح کا حصول اور انہیں دنیا وآخرت کے مفاسد سے بچانا تھا ۔

اللہ تعالی نے اس دنیا کو ایک جان سے آباد کرکے اس کی نسـل درنسـل اولاد کـو ہر جگہ آبـاد کیـا ان میں تعـارف وتعاون اور قرابت کے لیے خاندان اور قبیلوں میں تقسـیم کیـا، مختلف خطوں کے افراد واشـخاص کے رنـگ وروپ میں فـرق رکھا ؛ اس لیے کہ ان سب کی حقیقت نسل وتولید کے اعتبـار سے اس باپ سے ہے جو مٹی سے بنائے گئے اور اللہ تعـالیٰ نے مٹی کو الگ الگ رنـگ وخاصـیت کـا بنایـا ہے۔ اس لـئے عـالم انسانیت کو مختلـف رنـگ و نسـل ، وطن و علاقے ، خـا نـدان وقبیلے اور عر ب و عجم کے نسلی ، خاندانی اور علاقائی محد ود دا ئرے سے نکل کر اخو ت ووحدت کی لڑی میں پرونـا اور ایک فکر وعقیدے پر ایک صـف میں لا کھـڑا کـرنے کے لـئے اللہ تعالی نے قرآن کریم کی صورت میں فطرت انسـانی سـے ہم

آہنگ آسمانی دستور نازل فرمایا اور اس کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ۔

قرآنی دستور چونکہ خالق کائنات کا نازل کردہ اور وضع کردہ ہے اس لئے اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کا امکان نہیں ۔ وہ زمانے کے گزرنے سے نہ فرسودہ ہو گا اور نہ ہی اس کی تازگی اور اثر آفرینی میں وقت کے گزرنے کے ساتھ تبدیلی آئے گی ۔ لہٰذا اس کے جامع اصول وقوانین کا پابند معاشرہ ہی وحدت ومساوات اور محبت ورافت، رحم دلی وخیرخواہی، ہمدردی وغمگساری اور ایک دوسرے کی نصرت واعانت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہوسکتا ہے۔اور مسلمانوں کے مقدر میں کامیابی اور فلاح تب ہی لکھی جا سکتی ہے جب وہ اسلام کی طرف رجوع کریں اور ایمان و عمل ،قول و فعل میں اسے مضبوطی سے تھام لیں ۔ کامیابی اور اصلاح صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں دین اسلام کے مبادی ،قواعد او ر احکام کے زیر سایہ آجائیں۔

کتابیات

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ الام، ابو عبداللہ محمد بن ادریس ،الشافعی، دارلمعرفہ ،بیروت ، ۱۹۹۰ء۔

۳۔ البخاری،جا مع الصحیح،محمد بن اسماعیل البخاری، دار احیا ء الترا ث ،بیرو لبنان ۲۰۰۰ء۔

۴۔ بدایہ المجتہد و نہا یہ المقتصد،ابوالولیدمحمدبن احمدبن رشدالمعروف بابن رشد،ادارہ المصنفین ،انڈیا ۲۰۱۵ء۔

۵۔ التفسـير المنـير فى العقيـدۃ والشـريعۃ والمنہج، وھبۃ الزحيلى ، الدكتور، دا رالفكر ، دمشق، الطبعۃ العاشـرۃ، ۲۰۰۹ء
۶۔ زادالمعاد فى ھدى خير العباد،حافظ محمد ابن قيم الجوزى،،نفيس اكيڈمى ،كراچى ۲۰۰۲ء۔
۷۔ سيرت رسول اللہ ،المعروف بابن سيرت ابن اسحاق، محمد ابن اسحاق ، دارلمعرفۃ ،بيروت ، ۱۹۹۸ء۔
۸۔ فير وز اللغات فارسى،مولو ى فيروزالدين ، ص ۸۸،فيروز سنز ،لاہو ر ۱۹۹۰ء۔
۹۔ كتاب الحجۃ على اھل المدينۃ،محمد بن حسن الشيبانى،امام،عالم الكتب پبلشرز،ورجينيا يو نيو رسٹى ۲۰۰۸ء۔
۱۰۔ المصنف ، عبدالرزاق بن ھمام الصنعانى ابو بكر،دارالتا صيل ،۲۰۱۵ء۔
۱۱۔ المسلم،صحيح مسلم،ابوالحسين مسلم بن حجاج قشيرى نيشاپورى،قرآن محل وتحقيقات،كراچى ۱۹۵۸ء۔
12. The Oxford English Dictionary, Prepared by J.A.Simpson and E.S.C. Weiner, Clarendon Press Oxford, Second Edition, Vol: vii, Hat-intervacum, 1989۔
13. The Islamic Threat: Myth or Realty, John Esposito, New York: Oxford University Press, 1992.
14. The Early Muslim Empires: Umayyad's, Abbasids, Fatimid's, Francis E. Peters, Classic Publishers, NY, USA, 1978.

1 القرآن : الانعام ۶؛ ۱۲۸

2 القرآن : بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸

3 القرآن : الذاریات ۵۱: ۵۶

4 القرآن : الرحمن ۵۵: ۳۹

5 القرآن : الرحمن ۵۵: ۵۶

6 القرآن: مریم ۹: ۱۷

7 فیر وز اللغات فارسی،مولو ی فیروزالدین ، ص ۸۸،فیروز سنز ،لاہو ر ۱۹۹۰ء

8 The Oxford English Dictionary, Second Edition, Vol: vii, Prepared by J.A.Simpson and E.S.C.Weiner, Hat-intervacuum, page, 476۔

9 القرآن : التوبۃ۹ : ۳۳

10 القرآن : المائدۃ ۵: ۳

11 الزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ،الدکتور،التفسیر المنیر،ج 3 ،ص 434 ،435 ، مکتبۃ رشیدیۃ کوئٹہ۔

12 القرآن : النساء ۴: ۱

13 القرآن؛ یونس ۱۰: ۱۹

14 القرآن : الانبیاء ۲۱: ۹۲

15 القرآن: المومنون۲۳: ۵۲

16 القرآن : البقرۃ ۲: ۲۱۳

17 القرآن : سباٗ ۳۴: ۲۸

18 القرآن : المائدۃ ۵: ۸

19 القرآن : البقرۃ ۲: ۲۵۶

20 القرآن : ۱۰۹: ۶

21 القرآن : ۱۷: ۷۰

22 القرآن: الحجرات ۴۹: ۱۳

23 البیہقی ، شعب الایمان ، حدیث نمبر ۵۱۳۷

24 القرآن : الروم ۳۰: ۲۲

25 ابن اسحاق ، سیرت ابن اسحاق،ص۱۶۹

26 القرآن : الحجرات ۴۹: ۱۳

27 القرآن : المائدۃ ۵: ۳۲

28 شيباني، الحجة، 4: 349/شافعي، الام، 7: 320

29 عبد الرزاق، المصنف، 10: 97 98/ابن رشد، بدية المجتهد، 2: 310

30 بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة ايام منى، 2: 420، رقم: 1454/مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والاعراض والاموال، 3: 1305، 1304، رقم: 1479

31 القرآن : الممتحنۃ ۶۰: ۸

32 John Esposito, The Islamic Threat: Myth or Realty, p.174۔